7 بچوں کے رویوں کے مسائل
(BEHAVIOURAL PROBLEMS OF CHILDREN)

عنوانات (Contents)

7.1 رویوں کے مسائل کی تعریف اور اقسام

7.2 رویوں کے مسائل کی وجوہات

7.3 رویوں کے مسائل کی روک تھام اور ان کا حل

طلبہ کے سیکھنے کے ماحصل (Students' Learning Outcomes)

ان عنوانات کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہوں گے کہ وہ

- رویہ کی تعریف کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل کی تعریف کر سکیں۔
- معاشرتی اور غیر معاشرتی رویّے میں فرق کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل کی اقسام کی شناخت کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل کی وجوہات پر بحث کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل کی وجوہات میں والدین کے کردار کو بیان کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل میں بہن بھائیوں کے کردار کو بیان کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل میں دوستوں، ہم جماعتوں اور اساتذہ کے کردار کو بیان کر سکیں۔
- بچوں میں مثبت رویّہ پیدا کرنے کے طریقے بتا سکیں۔
- منفی رویوں کو نظر انداز کرنے کی تجاویز بیان کر سکیں۔
- رویوں کے مسائل کی شناخت میں والدین، بہن بھائیوں اور ہم عمروں کے کردار کو بیان کر سکیں۔
- بچوں کے رویوں کے مسائل کو حل کرنے کی مناسب تجاویز بیان کر سکیں۔

7.1 رویوں کے مسائل کی تعریف اور اقسام
(DEFINITION AND TYPES OF BEHAVIOURAL PROBLEMS)

7.1.1 رویہ کی تعریف (Definition of Behaviour)

کوئی فرد اپنے مقاصد اور ضروریات کے حصول کے لیے جو رویہ اختیار کرتا ہے اس کا انحصار اس کی ضرورت کی شدت اور ماحول کی تربیت پر ہوتا ہے۔ ہر فرد کے بے شمار معاشرتی تعلقات ہوتے ہیں اور ہر موقع پر اس کا طرزِ عمل مختلف ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے اپنے رویے اور طرزِ عمل کو دوسروں کی توقعات کے مطابق بنانا پڑتا ہے۔ جن بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش محبت وشفقت اور اصولوں سے کی جاتی ہے۔ وہ بچے مثبت جذباتی تجربات کے درمیان پھلتے پھولتے ہیں۔ تجسس، خوشی، مسرت، کامیابی، بے خوفی اور خود اعتمادی ان کی شخصیت کو نکھارتے ہیں اور وہ معاشرتی اور جذباتی پختگی کی تکمیل کر پاتے ہیں۔

شیامبرگ اور سمتھ (Schiamberg and Smith) کے مطابق ''کسی بھی انسان کا عمل یا ردِ عمل جو اندرونی، بیرونی یا ذاتی تحریکوں کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا رویہ کہلاتا ہے۔ اس میں تمام پیچیدہ معاشرتی اور حیاتیاتی سرگرمیاں شامل ہیں''۔

تحفظ اور عدم تحفظ بچوں کے رویے پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ تحفظ وہ احساس ہے جو بچے کو حفاظت کی حس فراہم کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کوئی اس کی دیکھ بھال کے لیے موجود ہے اور وہ کسی خاص گھرانے سے تعلق رکھتا ہے جو نہ صرف اسے جسمانی تحفظ یعنی زخمی ہونے یا چوٹ لگنے سے محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ معاشرتی تحفظ، تنہائی، ناخوشی، دھتکارے جانے اور خوف سے بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کی نارمل نشوونما اور رویے کے لیے تحفظ کا احساس ایک خاص معنی رکھتا ہے۔

7.1.2 رویوں کے مسائل کی تعریف (Definition of Behavioural Problems)

بچوں کی نارمل جذباتی نشوونما کے لیے محبت اور شفقت بے حد ضروری ہے جو بچہ محبت وشفقت سے محروم ہوتا ہے وہ جذباتی طور پر ایک خوفزدہ بچہ ہوتا ہے۔ اس کی انا اور تصورِ ذات نامکمل رہتے ہیں اور وہ معاشرتی ماحول و تعلقات سے بھی مطابقت قائم کرنے میں ناکام رہ جاتا ہے۔ بچے کی ضروریات اور خواہشات کی اطمینان بخش تشفی نہ ہونے کی صورت میں بچوں میں کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

عدم تحفظ کا شکار بچے اس احساس میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ ان کی خاندان میں کوئی ضرورت اور مقام نہیں۔ عام مشاہدے میں آیا ہے کہ ایسے بچے احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ اور عموماً برے رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر سکیں۔ وہ جلد ہی یہ سیکھ جاتے ہیں کہ اگر وہ غیر مناسب رویّہ اختیار کریں گے تو دوسرے افراد ان کو اہمیت دیں گے لیکن اگر وہ خوشگوار رویہ اپنائیں گے تو ان کو نظر انداز کیا جائے گا۔ ان کے عدم تحفظ کا یہ احساس ان کے رویے سے نظر

آتا ہے۔جس کا اظہار وہ درج ذیل انداز میں کرتے ہیں۔

-1 حسد ورقابت	-2 خوف	-3 بدمزاجی وبدتمیزی
-4 لڑنا جھگڑنا	-5 توڑ پھوڑ کرنا	-6 غصے کا اظہار
-7 گھبراہٹ	-8 انتہائی شرمیلا پن	-9 ہکلانا
-10 ماں سے چمٹ جانا	-11 پیٹ میں درد، سردرد یا دوسرے امراض کی شکایت کرنا	

-12 بول و براز کے مسائل، بستر یا کپڑے گیلے اور گندے کرنا

7.1.3 نارمل/معاشرتی اور غیر نارمل/غیر معاشرتی رویہ میں فرق
(Difference Between Normal and Deviant Behaviours)

-1 نارمل/معاشرتی رویہ (Normal Behaviour)

i- تعاون: چار سال کی عمر کے بچے عام طور پر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل یا دوسرے کاموں میں تعاون کرنا شروع کر دیتے ہیں۔انہیں جتنے زیادہ مواقع فراہم کیے جاتے ہیں وہ اتنا ہی جلد دوسروں سے تعاون کرنا سیکھ جاتے ہیں۔

ii- مقابلے کا رجحان: جب بھی ان کو مقابلے یا چیلنج کا سامنا ہوتا ہے۔یہ محنت سے اپنی بہترین کارکردگی دکھاتے ہیں اور بہتر معاشرتی رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

iii- فراخدلی/فیاضی: بچے اپنی چیزوں کو دوسروں کے ساتھ بانٹتے ہیں۔خودغرضی کی بجائے معاشرتی ہم آہنگی بڑھتی جاتی ہے۔دوسروں کے خیالات اور احساسات کا بھی خیال کرتے ہیں۔

iv- سماجی قبولیت کے خواہش مند: معاشرتی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے آپ کو پسندیدہ معاشرتی عادات میں ڈھالنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، شروع میں بڑوں اور بعد میں ہم عصروں کی توقعات کو پورا کرتے ہیں۔

v- ہمدردی: چھوٹے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ نہیں ہوتا مگر جب وہ خود کسی تکلیف یا چوٹ کا تجربہ کر لیتے ہیں تو پھر وہ دوسرے بچے سے بھی ہمدردی کرنا سیکھ جاتے ہیں اور ان کی دلجوئی کر کے ان کی پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

vi- بھروسہ مند و قابل اعتبار: جن بچوں کو بھرپور محبت، توجہ اور مدد حاصل ہوتی ہے وہ دوسروں کے لیے مقبول معاشرتی رویہ اپناتے ہیں، ان کے لیے مددگار، بھروسہ مند اور قابل اعتبار ثابت ہوتے ہیں۔

vii- دوستانہ رویہ: بچے اپنے دوستانہ رویے سے دوسروں کے چھوٹے چھوٹے کام کر کے ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

viii- تقلیدی نمونہ: معاشرے کے مقبول و پسندیدہ افراد کی تقلید کرتے ہیں۔ان عادات و اطوار کو اپناتے ہیں جو معاشرے کے لیے

قابل قبول ہوں اور ان کی تعریف کی جائے۔

ix- وابستگی اور لگاؤ: شیر خوارگی کے دور سے ہی بچے میں یہ رویہ پروان چڑھتا ہے۔ جب ماں کی محبت اور گرم جوشی بچے میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ یہی رویہ بچہ دوسروں سے وابستگی اور لگاؤ کی صورت میں منتقل کرتا ہے۔

2- غیر نارمل/غیر معاشرتی رویے (Deviant Behaviour)

i- تعاون نہ کرنا: دوسروں سے منفی رویے کی ابتداء زندگی کے ابتدائی دو سالوں میں ہوتی ہے اور اس کا عروج تین سے چھ سال کی عمر میں ہوتا ہے جب بچے بدتمیزی اور بدمزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ہر کام سے انکار کرتے ہیں اور اپنی من مانی کرتے ہیں۔

ii- جارحیت پسند: جب بھی کوئی کمزور یا چھوٹا بچہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اس پر جسمانی یا زبانی تشدد کرتے ہیں، دھمکی دیتے ہیں اور جلد طیش میں آجاتے ہیں۔

iii- لڑنا جھگڑنا: غصے کے اظہار کے طور پر لڑائی جھگڑے کرتے ہیں، بہت جھگڑالو ہوتے ہیں، مار پیٹ کرتے ہیں اور پالتو جانوروں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔

iv- چھیڑ خانی اور تنگ کرنا: کمزور بچوں کو چھیڑ خانی اور جسمانی تشدد سے تنگ کرتے ہیں، ان کی پریشانی کا مذاق اڑاتے ہیں، چھیڑ خانی اور شرارت میں تسکین محسوس کرتے ہیں۔

v- بالادستی/طاقت کا رویہ: یہ بچے اپنی طاقت کے بل بوتے پر دوسروں پر حکم چلاتے ہیں، اور ہم عمر بچوں کو اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کو قائدانہ صلاحیت کا نام بھی دیا جاسکتا ہے مگر بچوں میں یہ منفی معاشرتی رویہ گردانا جاتا ہے۔

vi- خود غرضی/انا پسندی: تمام چھوٹے بچے خود پسند اور خود مرکزیت کا شکار ہوتے ہیں وہ صرف اپنے متعلق سوچتے اور بات کرتے ہیں۔ کچھ بچوں میں یہ عادت کم ہوجاتی ہے جبکہ بعض بچوں میں مزید مستحکم ہوجاتی ہے۔ بچوں کی مناسب رہنمائی و تربیت نہ کی جائے تو وہ معاشرے میں غیر مقبول ہوجائیں گے ایسا بچہ اپنے دل میں یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ پسندیدہ شخصیت بن جائے تو پھر وہ اس رویہ پر قابو پائے گا ورنہ نہیں۔

vii- متعصب: ابتدائی بچپن میں ہی متعصب ہونے کی بنیاد پڑتی ہے۔ جب بچے ظاہری شکل وصورت کی بنا پر دوسروں سے کمتر تصور کیے جاتے ہیں اور بلا وجہ ان کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے یوں وہ اپنی ذات میں ہی مگن رہتے ہیں اور دوسروں سے میل جول پسند نہیں کرتے۔

viii- جنسی مخالفت: ابتدائی بچپن میں ہی لڑکے اپنے آپ کو لڑکیوں سے افضل تصور کرنے لگتے ہیں۔ یہ تصور انہیں معاشرے کے دیگر ہم جنس افراد سے بات چیت کرنے سے ذہن میں آتا ہے کہ وہ جنس مخالف سے برتر ہیں اس لیے وہ ان سے بات کرنا یا ان کے ساتھ کھیلنا

پسند نہیں کرتے۔

ix- غیر وابستگی: یہ رویہ بچے اس وقت اختیار کرتے ہیں جب دوسرے ان کو نظر انداز کرتے ہیں، ان کو اہمیت نہیں دی جاتی اور ان پر تنقید کی جاتی ہے۔

7.2 رویوں کے مسائل کی وجوہات (REASONS OF BEHAVIOURAL PROBLEMS)

7.2.1 رویوں کے مسائل کی اقسام اور ان کا حل

روزمرہ زندگی میں انسان بے شمار جذبات سے دوچار ہوتا ہے مثلاً غصہ، خوف، خوشی، محبت، حسد، رشک، ناراضگی، افسردگی، پریشانی اور شرمندگی وغیرہ وہ جذبات اور محرکات ہیں جو انسان کے رویے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر بچوں کے جذبات کی مناسب تسلّی نہ کی جائے تو رویہ کے بے شمار مسائل ابھرتے ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف بچوں بلکہ ان سے متعلقہ دوسرے افراد پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور اگر ان مسائل کا بروقت قابو نہ پایا جائے تو اس کے نہایت تکلیف دہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

آپ کی معلومات کے لیے

روچ (Ruch) کے مطابق چہرہ جذبات ناپنے کا آلہ ہے۔

بچوں کی نشوونما میں پیش آنے والے رویوں کے مسائل کا بروقت سمجھنا اور انہیں حل کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں دی گئی تجاویز بچوں کے رویوں کے مسائل سمجھنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔

1- خوف (Fear)

زندگی کے ابتدائی دور یعنی چھ ماہ تک کی عمر تک کا بچہ ہر قسم کے خوف سے ناواقف ہوتا ہے سوائے اندھیرے یا پھر غیر متوقع اونچی آواز کے۔ مگر جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے، اس میں خوف کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے۔ بچوں میں دو قسم کا خوف پایا جاتا ہے۔

i- پہلی قسم کا خوف حقیقی خطرے سے محسوس کیا جاتا ہے اور خوف کا یہ جذبہ کسی حد تک فائدہ مند بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ خطرے سے محفوظ رکھتا ہے اور بچہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس سے مقابلے کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔

ii- دوسری قسم کا خوف ذہنی، تخیلاتی اور نفسیاتی ہوتا ہے۔ اگر اس خوف پر قابو نہ پایا جا سکے تو وہ آئندہ زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بچہ اکثر ایسی چیزوں سے خوف کھانے لگتا ہے۔ جن سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً سائے سے ڈرنا، اندھیری جگہ سے ڈرنا یا پھر کمرے میں بند ہوجانے سے ڈر جانا۔ ایسے حالات میں بچے کے خوف کا مذاق نہ اڑائیں بلکہ اس کو بازوؤں میں لے کر اسے تحفظ اور ہمدردی کا احساس دلائیں اور اس کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول کردیں۔ بعض اوقات والدین بچوں کو کھانا کھلانے یا سلانے کے لیے بھی دھمکی دیتے ہیں کہ شیر یا بھالو آجائے گا، بڑھیا یا بابا آ رہا ہے۔ اس قسم کا غلط رویہ بچہ میں خوف پیدا کرتا ہے اور وہ خوفناک اور بھیانک تخیل میں مبتلا ہوکر حقیقت میں بھی خوف زدہ ہوسکتا ہے۔

بچے کے خوف پر قابو پانے کے لیے اس سے بات چیت کی جائے جس کمرے میں وہ سوتا ہے اس میں ہلکی روشنی کا انتظام کریں۔ بچے کو کسی بھی کمرے یا اندھیری جگہ اکیلا بھیجنے پر اصرار کرنے کی بجائے اس کے ساتھ خود جا کر اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ اس کا خوف بے سبب ہے۔ بچوں کے سامنے حادثات، اموات، جن بھوتوں یا ڈاکوؤں کا ذکر نہ کیا جائے اور ان کو اس قسم کی دھمکی نہ دی جائے کہ شرارت کی تو اندھیرے کمرے، سٹور یا الماری میں بند کر دیں گے۔

2-بستر گیلا کر دینا(Bed Wetting)

جیسل (Gesell) کے مطابق بچہ سب سے پہلے جاگتے میں پیشاب پر کنٹرول(Bladder control) سیکھتا ہے جو عموماً دو یا اڑھائی سال کی عمر میں اسے آ جاتا ہے۔ رات کو بستر گیلا نہ کرنا اس وقت سیکھتا ہے جب اسے دن میں اچھی طرح پیشاب پر کنٹرول آ جاتا ہے۔ اگر بچہ پانچ چھ سال کی عمر میں بھی بستر گیلا کرے تو ایسا کسی دماغی کشمکش، ڈر یا خوف، رات کو سونے سے قبل زیادہ پانی پینے یا پھر بہت تھکن کے باعث بھی ہو سکتا ہے۔ بچے کو بہت زیادہ شرمندگی کا احساس نہ دلائیں اور اس پر سختی نہ کریں بلکہ محبت اور ہمدردی سے اس بری عادت کو ترک کرنے کی ترغیب دیں۔ رات کو سوتے وقت دودھ یا پانی کم مقدار میں دیں اور سونے سے قبل پیشاب کروا کر سلائیں۔ غسل خانے میں رات بھر ہلکی روشنی کا انتظام کریں تاکہ اگر بچے کو ضرورت محسوس ہو تو اسے اندھیرے سے خوف محسوس نہ ہو۔ رات کو ڈراؤنی کہانیاں یا ٹی وی پر ڈراؤنے ڈرامے نہ دیکھنے دیں۔

3-انگوٹھا چوسنا اور ناخن چبانا (Thumb Sucking and Nail Biting)

انگوٹھا چوسنا شیر خوار بچوں کی فطری ضرورت ہے۔ دودھ پینے کے دور میں اگر چوسنے کی ضرورت کی تکمیل نہ ہو سکے تو بچہ اس کمی کو مختلف چیزیں چوسنے سے پورا کرتا ہے مثلاً انگوٹھا، انگلیاں، ناخن، چادر کا کونا اور کھلونے وغیرہ۔ قبل از سکول دور میں بچے یہ عادت خود ہی چھوڑ

انگوٹھا چوسنا

ناخن چبانا

دیتے ہیں لیکن اگر یہ عادت سات آٹھ سال کی عمر تک بھی برقرار رہے تو یہ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ بچے نے کوئی نہ کوئی کمی محسوس کی ہے یعنی والدین کی محبت و توجہ میں کمی یا پھر دودھ جلد چھڑانے کی بنا پر وہ انگوٹھا چوسنے لگتا ہے۔ انگوٹھا چوسنے سے دانتوں کی نشوونما متاثر ہوتی ہے اور چھ سال کی عمر کے بعد جب مستقل دانت نکلتے ہیں تو وہ باہر کی جانب ٹیڑھے نکلتے ہیں، انگوٹھے کی جلد سخت ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی زخم بھی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات بچہ سونے سے قبل بوریت اور ذہنی کشمکش کے باعث انگوٹھا چوستا یا پھر ناخن چباتا ہے۔

بچوں کی اس عادت کو دور کرنے کے لیے ان پر سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے خصوصی توجہ اور محبت دی جائے۔ ان کو ایسے مشاغل اور سرگرمیوں میں مصروف رکھیں جس میں ان کے دونوں ہاتھ استعمال ہوں۔ ان کو کوئی پھل کھانے کو دینے سے بھی وہ کچھ وقت کے لیے بہل جائیں گے اور انگوٹھا کم چوسیں گے۔

4- حسد کرنا (Jealousy)

حسد اور مقابلہ بچوں کے نارمل جذبات میں سے ایک جذبہ ہے۔ چند حالات میں اس کے مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں اور بچے دوسروں سے اچھا بننے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی تعریف کی جائے۔ خاندان میں ایک نئے بچے کی آمد سے بڑے بچے میں حسد کے جذبات منفی انداز سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اسے خصوصی محبت و توجہ نہیں مل رہی اس کو حاصل کرنے کے لیے وہ کھانے سے انکار کرتا ہے اور شیر خوارگی کے رویے کی طرف لوٹ جاتا ہے یا پھر نوزائیدہ بچے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بہن بھائیوں کا آپس میں مقابلہ کرنے سے بھی بچوں میں حسد اور جلن کے احساسات پیدا ہوتے ہیں اس کے علاوہ بچوں میں حسد و رشک کھلونوں کے حصول، دوسرے بچوں کو ملنے والی اہمیت، اپنی حیثیت منوانے اور دوسرے بہن بھائیوں پر اپنا رعب ڈالنے کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔

منفی رویے کو درست کرنے کے لیے بچوں کو ان کی اہمیت اور محبت کا یقین دلائیں، ان کے اچھے رویے کی تعریف کریں، نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال میں ان کو شریک کریں اور بچوں کا آپس میں مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہر بچہ انفرادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لہٰذا بچوں کو حسد کے منفی جذبے سے بچانے کی کوشش کریں کیونکہ یہ معاشرتی تعلقات میں مطابقت پیدا کرنے میں رکاوٹ ثابت ہوسکتا ہے۔

5- جھوٹ بولنا (Telling Lies)

تخیلاتی کھیل میں چھوٹے بچے اکثر جھوٹ موٹ کے کردار ادا کرتے ہیں۔ جھوٹ کی لمبی لمبی کہانیاں بناتے ہیں لیکن اس کھیل کے دوران ان کو سچ اور جھوٹ کا فرق معلوم ہونا چاہیے کیونکہ بچوں میں یہ عادت رفتہ رفتہ پروان چڑھتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ کہانیاں بنانا چھوڑ دیتے ہیں۔ والدین بچوں کے سامنے سچ بولنے کی اچھی مثال قائم کر کے ان کو سچ بولنے کی تاکید کر سکتے ہیں۔

بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت اپنی کسی کمزوری کو چھپانے کے لیے پڑتی ہے۔ بچے کسی سزا سے بچنے کے لیے یا نقصان ہونے کی وجہ سے ڈر کر سچ بتانے سے گریز کرتے ہیں اور بعض اوقات بچے کسی لالچ کی وجہ سے بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ بچے کو جھوٹا یا برا بھلا کہنے سے وہ نافرمان ہوجاتا ہے اس لیے اسے سچ بولنے کی ترغیب دیں، سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنے اور سچ کے فائدے سمجھائیں اور کوشش کریں کہ گھر کے دیگر افراد بھی جھوٹ بولنے سے احتراز کریں۔

6-لڑنا جھگڑنا (Fighting)

بچوں کے آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے معمول کی بات ہے۔ جب بچہ معاشرتی نشوونما کے دور سے گزر رہا ہوتا ہے اور آپس میں مشترکہ کھیل کھیلتا ہے تو مشاغل اور شوق کے ٹکراؤ کی وجہ سے لڑائی جھگڑے ضرور ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی بچہ حد سے زیادہ دوسرے بچوں سے جھگڑا کرے اور انہیں تکلیف یا نقصان پہنچائے تو پھر اس کی وجہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض والدین بچوں کی اکثر و بیشتر مار پیٹ کرتے اور سخت سزائیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچے بھی اپنے سے کمزور بچوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اپنی ناراضگی کے اظہار کے لیے دوسرے بچوں کو ڈراتے دھمکاتے اور جانوروں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ جسمانی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

غصے کا اظہار کرنا

لڑنا جھگڑنا

بچوں کے اس رویے کی وجہ معلوم کرکے ان کی مدد کریں۔ ان کو مشترکہ کھیل میں شامل کریں اور بڑوں کی رہنمائی میں انہیں آپس میں گھلنے ملنے کے مواقع فراہم کریں۔ انہیں احساس دلائیں کہ لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ بچوں میں فطری طور پر ہمدردی اور خلوص کا جذبہ موجود ہوتا ہے جسے سمجھ بوجھ سے اجاگر کیا جاسکتا ہے۔

7.2.2 رویوں کے مسائل کی وجوہات (Causes of Behavioural Problems)

بچوں میں رویوں کے مسائل کی درج ذیل وجوہات ہوتی ہیں:

1- جب بچے اکیلے ہوں اور تنہائی محسوس کریں، بچے زیادہ دیر تک بھوکے رہیں۔

2- جب وہ پریشان ہوں، کھیل یا سکول کے بعد بہت تھکے ہوئے ہوں یا جسمانی طور پر صحت مند نہ ہوں۔

3- جب وہ بوریت، اکتاہٹ اور بیزاری محسوس کر رہے ہوں، گھر اور سکول میں نظم و ضبط کی کمی یا زیادتی ہو اور چھوٹی چھوٹی بات پر سزا ملتی ہو۔

4- جب خاندان میں نئے بچے کی آمد سے پہلے انہیں نظر انداز کیا گیا ہو۔

5- جب والدین ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں یا ان کے درمیان لڑائی جھگڑا رہتا اور ان کے تعلقات تناؤ کا شکار ہوں۔

6- جب ان پر صفائی ستھرائی اور بول و براز کے متعلق والدین کا شدید دباؤ ہو۔

7- جب والدین بچوں کے رویوں پر ناراضگی، بیزاری یا ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوں جس کی وجہ سے بچے کم مائیگی (Self-complex)، عدم تحفظ اور عدم اعتماد کا شکار ہوئے ہوں۔

7.2.3 رویوں کے مسائل میں والدین کا کردار (Role of Parents in Behavioural Problems)

والدین بچوں کے ساتھ درج ذیل رویوں کا اظہار اس وقت کرتے ہیں جب وہ:

1- معاشی الجھنوں کا شکار ہوں، روپے پیسے کی تنگی ہو، نوکری یا مستقل آمدنی نہ ہو اور گھریلو ماحول خوشگوار نہ ہو۔

2- خود فکر مند ہوں یا بچوں کی تربیت کے حوالے سے فکر مند رہتے ہوں۔

3- پریشان ہوں یا کسی مخصوص صورت حال کی بناء پر پریشان رہتے ہوں

4- خاندانی بحران کا شکار ہوں، موت، طلاق یا معذوری جیسے حالات ہوں۔

5- تھکے ماندے ہوں، کام کا دورانیہ زیادہ ہونے کی وجہ سے آرام کے لیے وقت نہ نکال سکتے ہوں اور کام کی زیادتی کی وجہ سے چڑچڑے رہتے ہوں۔

6- صحت مند نہ ہوں یا کسی بیماری مثلاً بلڈ پریشر، دل کے امراض، ذیابیطس یا بے خوابی کا شکار ہوں۔

7- مصروفیت زیادہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی تربیت کے لیے مناسب وقت نہ دے سکتے ہوں۔

8- درست تربیت سے ناانجان ہوں اور بچوں کی نشوونما کے بارے میں معلومات نہ رکھتے ہوں۔

9- مناسب غذا کا علم نہ رکھتے ہوں۔

-10 بچوں کی سمجھ اور عمر سے زیادہ اس سے توقعات وابستہ کرتے ہوں۔

7.2.4 رویوں مسائل میں بہن بھائیوں کا کردار
(Role of Siblings in Behavioural Problems)

بچپن میں بہن بھائیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنا معمول کی بات ہے۔ خاندان میں پہلے بچے کو بہت محبت اور توجہ ملتی ہے لیکن جونہی خاندان میں نیا بچہ شامل ہوتا ہے اس کی محبت میں شراکت آ جاتی ہے اور والدین کی توجہ بٹ جاتی ہے جس سے پہلے بچے میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ نئے آنے والے بچے سے حسد کرنے لگتا ہے۔ یہی احساسات اس میں منفی معاشرتی رویے پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ والدین کا غیر موزوں رویہ یعنی پہلے بچے کو قصوروار ٹھہرانا، جسمانی سزائیں اور ڈانٹ ڈپٹ بچے میں جذباتی عدم استحکام کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جسے زیادہ توجہ، محبت اور مشاورت سے دور کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے والدین تمام بچوں پر بھرپور توجہ نہیں دے پاتے جس کی وجہ سے بچے منفی رویے اور جذباتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لڑائی جھگڑا، چیخ و پکار اور توڑ پھوڑ وغیرہ۔ خاندان کے بڑے بچے عموماً حاکمیت پسند، حاسد، جارحیت پسند، جھگڑالو، ضدی، احساس محرومی اور رویوں کے مسائل کا شکار ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے بچے مددگار، ہمدرد، تخلیقی، ذمہ دار اور مل بانٹ کر کام کرنے والے ہوتے ہیں۔

بڑے بچے والدین سے یہ شکوہ کرتے رہتے ہیں کہ چھوٹے بہن بھائیوں سے جانبداری کا سلوک کیا جاتا ہے، ان سے زیادہ محبت کی جاتی ہے، ان کی خواہشات پوری کی جاتی ہیں جبکہ بڑے بچے عدم توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ پڑھائی لکھائی، کھیل کود، کھانے پینے، لباس اور جیب خرچ کے معاملات میں دوسرے بچوں سے ہمیشہ مقابلہ و موازنہ کرتے رہتے ہیں۔ لڑکیوں کی نسبت لڑکوں کو زیادہ فوقیت دی جاتی ہے جس سے بچوں میں حسد و رقابت کے جذبات ابھرتے ہیں اور وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔

7.2.5 رویوں کے مسائل میں دوستوں، ہم جماعتوں اور اساتذہ کا کردار
(Role of Friends, Classmates and Teachers in Behavioural Problems)

بچوں کی معاشرتی نشوونما کا اہم ترین ذریعہ سکول ہے۔ سکول میں داخل ہونے کے بعد بچوں کا اپنے دوستوں، ہم جماعتوں اور اساتذہ سے رابطہ بڑھتا رہتا ہے۔ پڑھائی لکھائی، کھیل کود، مقابلوں اور باہمی تعاون میں وہ ایک دوسرے کے مددگار رہتے ہیں اور ان کی مساوات، معاشرتی تقریبات سے مطابقت، رواداری، گروہ کی اہمیت، اصول وضوابط کے تعین، قوتِ برداشت اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی تربیت کرتے ہیں جو کسی اور ذریعے سے ممکن نہیں ہوتی۔ بچہ روزانہ چھ سے سات گھنٹے سکول میں گزارتا ہے۔ جوں جوں وہ بڑی جماعتوں کی جانب بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی تعلیمی سرگرمیاں سکول اور سکول سے باہر بڑھتی چلی جاتی ہیں اگر وہ تعلیمی معاملات میں پیچھے رہ جائے تو دیگر معاشرتی معاملات بھی متاثر ہوتے ہیں اور اسی محرومی اور معاشرتی ناکامی سے جذباتی مسائل ابھرتے ہیں۔

(i) دوستوں اور ہم جماعتوں کا کردار

بچوں کے رویوں کے مسائل میں ان کے دوست اور ہم جماعت درج ذیل کردار ادا کرتے ہیں:

1- جو بچے اصول وضوابط کی پابندی نہیں کرتے ان سے دوست اور ہم جماعت کتراتے ہیں اور اسے اکیلے پن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

2- کمزور، ناتواں اور بے کشش بچے بھی غیر مقبول ہو جاتے ہیں۔ ان بچوں میں غصہ، حسد اور نازیبا معاشرتی رویہ ابھرتا ہے اور وہ خوبصورت اور پرکشش بچوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

3- بچے اپنے ہم عمر بچوں سے کھیلنا اور دوستی کرنا پسند کرتے ہیں اور اپنے سے بڑی عمر والے بچوں کے ساتھ کھیلنے میں احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

4- جو بچے عدم تحفظ یا معاشرتی عدم مطابقت کا شکار ہوں۔ وہ اپنے سے چھوٹی عمر کے بچوں میں بہتر صلاحیت کا اظہار تو کرتے ہیں مگر پھر بھی پریشان رہتے ہیں۔

5- جو بچے سماجی مہارتوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں وہ بھی مختلف جذباتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بچے تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں جس قدر آگے ہوں وہ اتنے ہی اپنے ہم عمروں میں مقبول ہوتے ہیں جبکہ سماجی مہارتوں میں کمتر رہنے والے بچے معاشرتی عدم مطابقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

6- بچپن میں ناکامیوں سے دل برداشتہ ہو کر، اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور وقت گزاری کے لیے اپنے دوستوں اور ہم جماعتوں کے ساتھ سکول سے بھاگ کر بچے مجرمانہ عادات مثلاً چوری، لڑائی جھگڑے جیسی غیر معاشرتی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

7- اگر ذہنی صلاحیتوں میں کمی کے باعث بچہ فیل ہو جائے تو اس کی شخصیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ احساس کمتری اور عدم تحفظ کے باعث وہ دوستوں اور ہم جماعتوں سے دور ہو جاتا ہے، اگلی جماعت کے جسمانی طور پر کمزور اور کم عمر بچوں پر وہ اپنی جسمانی طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے اور لڑائی جھگڑے یا مار پیٹ سے اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔

8- ہم عمر بچے اور دوست، بچوں میں اضطراب اور تشویش کا باعث بھی ہو سکتے ہیں اور ہم عمروں میں مقبول ہونے کے لیے بچہ اکثر ان کی غلط رویے بھی اپنا لیتا ہے۔

(ii) اساتذہ کا کردار

1- بعض بچے استاد کی سختی اور سرزنش کی وجہ سے تعلیم اور سکول سے لاتعلق اور بے زار ہو جاتے ہیں اور بہتر تعلیم حاصل نہیں کر پاتے۔

2- جماعت میں طالب علموں کی زیادہ تعداد کی وجہ سے استاد ان پر بھرپور توجہ نہیں دے پاتے جو بچوں کی سکول اور پڑھائی سے عدم دلچسپی اور سکول چھوڑنے کا باعث بنتا ہے۔

-3 بچوں کو اتنا زیادہ ہوم ورک دے دیا جاتا ہے کہ وہ گھر آنے کے بعد بھی تمام وقت سکول کے کام اور پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔ان کے پاس تفریحی اور معاشرتی تقریبات میں شرکت کے لیے وقت نہیں ہوتا۔جس کی وجہ سے بچے اپنی پڑھائی، سکول اور استاد سے خائف رہتے ہیں۔

-4 سکول میں بعض استاد کچھ بچوں کو ذاتی پسند کی بنا پر دوسروں سے بہتر یا اچھا سمجھتے ہیں اور کسی ایک یا چند بچوں سے متعصب نظر آتے ہیں۔انہیں اکثر و بیشتر سرزنش کرتے ہیں اور تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔اس طرح بچے سکول سے جی چراتے ہیں، پڑھائی میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتے ہیں اور معاشرتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

7.2.6 مثبت رویے پیدا کرنے کے طریقے
(Methods to Reinforce Positive Behaviours)

بچوں کو نظم و ضبط سکھانا والدین کی اولین اور دِقت طلب ذمہ داری ہوتی ہے۔اس کو احسن طریقے سے نبھانے کے لیے مندرجہ ذیل نکات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

-1 مثالی کردار بنیں : بچے عموماً بڑوں کی نقالی سے بہت زیادہ سیکھتے ہیں اور ان میں اچھی اور بری عادات بڑوں کی پیروی کی بدولت پروان چڑھتی ہیں اس لیے بچوں کے سامنے بدزبانی، بدکلامی، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے گریز کریں اور والدین و دیگر افراد خانہ بچوں کے سامنے مثالی کردار بن کر دکھائیں تا کہ ان میں اچھی عادات پروان چڑھیں۔

-2 تنقید کی بجائے تعریف کی حوصلہ افزائی کریں: بچوں کے اچھے رویے پر اس کی حوصلہ افزائی کریں۔اس کو گلے لگا کر، مسکرا کر یا پھر اس کے کام میں دلچسپی دکھا کر اس کی عادت کو موثر طریقے سے بہتر بنائیں اور اس کے کسی برے رویے پر تنقید نہ کریں اور نہ ہی اسے بار بار دہرائیں۔

-3 بچوں سے حقیقت پسند توقعات کی وابستگی: بچوں کو نئی عادات سیکھنے کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔اگر والدین بچوں سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کر لیں اور ان پر وہ پورا نہ اتریں تو پھر وہ ہمیشہ ناکام اور اداس رہتے ہیں۔بچوں کی عمر کے مطابق ان سے حقیقت پسندانہ توقعات رکھیں اور ان کو سیکھنے کا تسلی بخش وقت دیں۔ہر بچہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس کا مقابلہ دوسرے بچوں سے نہ کریں تا کہ اس کے دل میں بے جا شرمندگی کا احساس پیدا نہ ہو۔اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کو سمجھیں۔اسے ایسے مواقع فراہم کریں کہ وہ خود اپنی صلاحیتوں کے مطابق ابھر سکے۔اس کی ہمت بڑھائیں تا کہ وہ مثبت رویے اپنا سکے۔

-4 مستقل مزاجی کا مظاہرہ کریں: بچوں کی تربیت کے لیے اگر کوئی اصول وضوابط مرتب کیے جائیں تو ان پر عمل کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ان اصولوں کی خلاف ورزی پر کسی قسم کی لچک یا نرمی کا مظاہرہ نہ کریں تا کہ بچوں کو غلط اور صحیح کی تمیز ہو سکے۔اس تربیت کے لیے والدین کو ٹھوس ارادے اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔

5- واضح رابطہ رکھیں: بچوں کے ساتھ رابطے میں رہیں اور انہیں ان کی حدود اور ذمہ داریوں کا احساس دلائیں۔ اگر والدین کا بچوں سے رابطہ کمزور پڑ جائے تو اس سے وہ عدم تحفظ اور بے یقینی کا شکار ہو جائیں گے۔

6- تکرار سے پرہیز کریں: بچوں کو ان کی مرضی کے خلاف کام کرنے مجبور نہ کریں۔ خاص طور پر کھانے، سونے یا ٹوائلٹ (Toilet) جانے کے لیے زبردستی نہ کریں۔ بعض والدین بے جا ضد اور غصے سے اپنی بات کی اہمیت گنوا دیتے ہیں کیونکہ جو تربیت نرمی، محبت اور دوستانہ ماحول میں کی جا سکتی ہے وہ برہمی اور غصے سے نہیں ہو سکتی۔

7- غلط رویہ پر معذرت کرنا سکھائیں: والدین اگر بچوں پر بے جا غصہ یا سختی کریں اور بعد میں معذرت کر لیں تو اس سے بچے بھی اپنی غلطی شرمندہ ہونا سیکھ جاتے ہیں۔ بچوں کی پرورش ایک نہایت صبر آزما مرحلہ ہے اس لیے ان کی پرورش و تربیت صحیح خطوط پر کرنے کے لیے ان کو غلط رویہ پر معذرت کرنا سکھائیں۔

7.3 رویوں کے مسائل کی روک تھام اور ان کا حل
(AVOIDING AND HANDLING BEHAVIOURAL PROBLEMS)

7.3.1 بچوں میں منفی عادات کی روک تھام

بچوں کی منفی عادات پر لاپرواہی یا بے اعتنائی بچوں کے حق میں بُری ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح ان کی عادات پختہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ تمام بچے کبھی نہ کبھی منفی رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن اگر کوئی بچہ ہر وقت اور مسلسل دوسرے بچوں یا دیگر افراد کے لیے تکلیف کا باعث بنے تو والدین کے لیے ضروری ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دے کر اس کی منفی عادات کی روک تھام کریں۔

i- بچے کے چہرے کی جانب نگاہ نہ کرنا: بچے کی غلط حرکت پر تنبیہ کرنے اور ناراضگی کے اظہار کے لیے بچے کے چہرے کی جانب نگاہ نہ کریں بلکہ چہرہ دوسری جانب کر لیں چونکہ بچہ توجہ چاہتا ہے اس لیے اگر کچھ وقت کے لیے اس پر توجہ نہ دی جائے تو وہ فوراً معذرت کے لیے تیار ہو جائے گا۔

ii- بات چیت سے گریز: اگر بچہ کسی ناشائستہ حرکت یا برے رویے کا مرتکب ہو تو کچھ وقت کے لیے خاموشی اختیار کریں اور اس سے بات چیت سے گریز کریں تاکہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہیں۔

iii- عدم دلچسپی کا مظاہرہ: بچے کے غلط رویے پر اس کے کاموں میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کریں اور تھوڑی دیر کے لیے اس کو نظر انداز کریں۔

iv- نقصان دہ حالات کے سوا بچوں کو چھونے سے گریز: بچوں سے بے رخی و بے اعتنائی برتیں۔ اس کو گلے نہ لگانے یا نہ چھونے سے

اسے یہ احساس ہوگا کہ والدین اس کے رویے سے ناخوش ہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے یا خطرے میں ڈالے تو پھر اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ بچوں کو تنبیہ ان کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ ان کی بہتری اور اصلاح کے لیے ہونی چاہیے۔

v- ناراضگی کا اظہار: بچوں کی غلط اور بری حرکات پر ناراضگی اور خفگی کا اظہار کریں۔ انہیں یہ احساس دلائیں کہ ان کی عادات درست نہیں ۔اگر گھر کے دوسرے بچے اچھا رویہ اختیار کرتے ہیں تو ان کی تعریف اور حوصلہ افزائی کریں تا کہ بچہ تعریف اور ناراضگی میں امتیاز کر سکے۔ مثلاً اگر ایک بچہ کوڑا یا چھلکے وغیرہ کوڑے دان میں پھینکتا ہے اور دوسرا بچہ فرش پر یا جگہ جگہ گندگی پھیلاتا ہے تو دونوں کے ساتھ رویے میں فرق ہونا چاہیے۔ ناراضگی کا اظہار بچے سے بات نہ کرکے، اس کو کمرے سے کچھ وقت کے لیے باہر نکال کر یا پھر کمرے کے کونے میں کچھ وقت کے لیے بٹھا کر کیا جاسکتا ہے۔

vi- فوری اصلاح: بچوں کی اصلاح فوری اور بروقت کریں۔ اگر وہ غلط رویہ اپناتا ہے تو فوراً موقع پر روک دیں اور کچھ مدت کے بعد اصلاح کی کوشش کریں۔ اصلاح کا بہترین اصول یہ ہے کہ غلط اور صحیح کا فرق فوراً واضح کردیں کیونکہ بچہ وقتی غصہ کے ردعمل کے طور پر وہ حرکت کرتا ہے اور پھر بھول جاتا ہے اسے یہ بات سمجھائی جائے کہ اسے بری حرکت کرنے کی اجازت کسی صورت نہیں دی جاسکتی۔

vii- ناشائستہ حرکات کی اصلاح: بری باتوں سے روکنے کے لیے تنبیہ ضروری ہے مثلاً اگر کوئی بچہ دیوار پر پنسل سے لکھے اور بار بار منع کرنے کے باوجود باز نہ آئے تو اس کے ہاتھ سے پنسل چھین لیں، اگر وہ کسی بچے کو مارے اور تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے تو اسے بازو سے پکڑ لیں اور سزا کے طور پر اس کو ایک کونے میں بٹھا دیں۔ یا اگر بچہ بار بار بلانے پر بھی کھانا کھانے کے لیے نہ آئے اور کھیل میں مصروف رہے تو کھانا ہٹا دیں۔ اس طرح کرنے سے وہ آئندہ کھانے کے لیے وہ وقت سے پہلے پہنچ جائے گا۔

viii- بے جا دھمکی سے گریز: ہر مرتبہ صرف دھمکی کارگر نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بچہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں کوئی برا کام بھی کرلوں تو مجھے سزا نہیں ملے گی۔ بچوں کو سکھانے میں ہمیشہ نرمی اور لچک پسندیدہ عادات پیدا نہیں کر پاتی بلکہ کبھی کبھی سختی اور سزا بھی راہ راست پر لانے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

7.3.2 والدین، بہن بھائیوں، ہم عمروں اور اساتذہ کا رویوں کے مسائل کی شناخت میں کردار (Role of Parents, Siblings, Peers and Teachers in Indentifying Behavioural Problems)

1- والدین کا کردار

والدین بچوں کے لیے بہت بااثر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ والدین اگر بچوں کو نظر انداز کریں، ان کے نظم و ضبط اور تربیت میں مستقل مزاجی کا طریقہ نہ اپنائیں تو بچے نازیبا معاشرتی رویے اختیار کرتے ہیں اور

معاشرے و دیگر افراد سے متنفر نظر آتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں پر بھرپور توجہ دیں، ان کے مسائل کو ہمدردانہ انداز سے سُنیں، اپنے خانگی حالات اور ماحول کو درست کرنے کی کوشش کریں، بچوں کی جذباتی و طبعی ضروریات پوری کرنے اور انہیں، سکون اور آرام فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اس کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

(i) والدین بچوں کو ایسی اجتماعی سرگرمیوں میں مصروف کریں جس سے ان کی توجہ تعاون اور مل جل کر کام کاج کرنے اور کھیل کود کی جانب ہو سکے، انہیں مثبت کاموں میں مصروف کریں اور ان کی سماجی مہارتوں میں اضافہ کریں تاکہ انہیں سکول، ہم عمر بچوں اور اساتذہ میں مقبولیت حاصل ہو۔

(ii) بچوں کو معاشرتی سرگرمیوں اور تقریبات میں شمولیت کے مواقع فراہم کریں تاکہ وہ معاشرتی طور طریقے اور سماجی رہن سہن کے سلیقے سیکھ سکیں، خاندان کے باہر کے ماحول میں ہم آہنگی پیدا کر سکیں، آزادی و خود اعتمادی کا احساس کر سکیں، تنہائی اور عدم توجہی سے نجات مل سکے اور معاشرے کے فعال رکن ثابت ہو سکیں۔

(iii) والدین بچوں کے لیے سامنے قابل تقلید نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ بچے بڑوں کی نقالی سے ہی سیکھتے ہیں۔ والدین کی خود اعتمادی، سماجی مقبولیت اور معاشی استحکام بچوں میں حوصلہ افزائی کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

(iv) کم عمر بچے والدین کی مدد کے بغیر دوست نہیں بنا سکتے۔ ایک مخلص دوست اور نیک صحبت بری عادات کے خلاف ڈھال ہوتی ہے۔ والدین کو دوستی کی اہمیت سمجھتے ہوئے ہم عمر بچوں سے دوستی کروانے کے لیے موزوں اقدامات کرنے چاہییں۔

(v) محبت کی کمی، غیر مساوی سلوک، والدین کی سختی، ہم عمروں کی بے جا تقلید اور جذباتی عدم توازن بچوں میں سماجی مسائل پیدا کرنے کے بنیادی عناصر ہیں۔ والدین کی اہم ذمہ داری ان عناصر کی شناخت کرنا ہے تاکہ بچوں کی رہنمائی صحیح سمت میں ہو سکے۔

2- بہن بھائیوں کا کردار

بڑے بہن بھائی چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے مثالی نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ ان میں اچھے اوصاف پیدا کرنے اور مسائل کے حل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں اور والدین کے خانگی حالات و مالی وسائل کو سمجھنے نیز گھر کے عزت و وقار کو قائم رکھنے کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وہ ان کے جھگڑے سلجھانے، ہمدردی و رواداری کا سلوک کرنے، اچھے آداب و اطوار سکھانے، حسد و جھوٹ سے بچنے میں بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ بچوں کے مسائل اور روزمرہ کی کارگزاری والدین تک پہنچانے میں بھی دلچسپی دکھاتے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ بہن بھائیوں کے تعلقات کی نوعیت بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ بچے جب سکول جانا شروع کرتے ہیں تو حسد اور رقابت کی بجائے بڑے بہن بھائی چھوٹوں کے لیے زیادہ ذمہ دار اور مددگار ہو جاتے ہیں۔ انہیں سکول کا کام کروانا اور تحفظ فراہم کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں خصوصاً بڑی بہن چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے زیادہ ذمہ دار ہوتی ہے۔ الغرض یہ کہ بہن بھائی ایک دوسرے کے لیے جذباتی مسائل حل کرنے میں فعال کردار ادا کرتے ہیں۔

3- ہم عمروں کا کردار

بچوں میں معاشرتی نشوونما اور سماجی مطابقت پیدا کرنے میں ہم عمر بچے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بچے والدین کی نصیحت پر عمل کرنے کی بجائے اپنے ہم عمر دوستوں کی بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اپنی بری عادات بھی ان کے کہنے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(i) ہم عمر بچے اپنے دوستوں کے عاداتی مسائل کی شناخت میں مدد دیتے ہیں مثلاً گروپ کی پسندیدہ عادات واقدار سے روشناس کرانا، ناپسندیدہ عادات سے بچنے کی ترغیب دینا اوران پر گروہی دباؤ ڈالنا تاکہ ان کا مذاق نہ اڑایا جائے۔

(ii) ہم عمر بچے صبر و برداشت میں اضافے کا باعث بھی بنتے ہیں مثلاً کھیل یا دیگر سرگرمیوں میں ہار کو برداشت کرنا اور جیت کی خوشی پر ضبط کرنے میں رہنمائی کرنا۔

(iii) ہم عمر بچے عادات میں توازن پیدا کرنے کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں مثلاً دوستی اور دشمنی کی حدود میں تعین کرنا، شدید جذبات پر قابو پانا، لڑائی جھگڑے کے معاملات میں نہ صرف جھگڑے ختم کروانا بلکہ دوستی کروانا۔

(iv) بچوں کے جذباتی مسائل سلجھانے میں ہم عمروں کے ساتھ کھیل کود مددگار ثابت ہوتا ہے مثلاً کھیل کے دوران اضطراری کیفیت، زائد توانائی اور عدم توجہی کو دور کرنا اور خوف پر قابو پانا۔

(v) سماجی مہارتوں میں بھی ہم عمر دوست تعاون کرتے ہیں مثلاً اپنے ہم جماعت بچوں سے پیچھے رہنے کی صورت میں تعاون اور مدد کرنا، کھیل کود، تعلیمی معاملات میں ایک دوسرے کی رہنمائی کرنا اور مل جل کر کام کرنے میں خوشی محسوس کرنا۔

4- اساتذہ کا کردار

اچھے اساتذہ میں ان خصوصیات کا ہونا ضروری ہے مثلاً مضمون پر مکمل عبور، موثر طریقہء تدریس، ہمدرد اور باوقار، محنتی، غیر جانبدار، خوش مزاج اور فرض شناس وغیرہ نیز ان کا طالب علموں سے قریبی رابطہ ہو اور وہ ان کے مسائل سے واقف ہوں تاکہ وہ ان کی مدد اور راہنمائی کر سکیں۔

7.3.3 رویوں کے مسائل حل کرنے کے لیے مناسب طریقوں کا انتخاب
(Selection of Proper Methods of Handling Behavioural Problems)

خوف اور عدم تحفظ کے شکار بچوں کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ انہیں کس قسم کا رویہ اپنانا چاہیے اگر بچوں کے عاداتی مسائل میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہو تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں مدد کی ضرورت ہے کیونکہ بچے اپنے بڑوں سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ان کے مسائل کو

سمجھیں اور انہیں حل کرنے میں ان سے تعاون کریں۔ تین سے بارہ سال کی عمر کے بچے بعض اوقات ایسے رویوں کے مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں جو والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے لیے پریشانی کا باعث بن ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کرنے سے بچوں کے رویوں کے مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔

i- **بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا:** اگر بچے اچھے اخلاق اور سلوک کا مظاہرہ کریں یا کوئی نمایاں کامیابی حاصل کریں تو ان کی حوصلہ افزائی اور تعریف کریں اگر ان کے اچھے کام پر خاموشی یا سرد مہری کا اظہار کیا جائے تو وہ غلط رویہ اختیار کر کے توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ہر بچے کی انفرادیت اور صلاحیت کے مطابق اس کی حوصلہ افزائی کریں۔

ii- **ضروری ہدایات و رہنمائی کرنا:** بچوں کو کام کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں ہر وقت حکم یا ہدایات نہ دیں بلکہ انہیں مثبت انداز میں ہدایات دی جائیں تاکہ ان میں قوت فیصلہ کی تربیت اور خود اعتمادی پیدا ہو۔ اگر کسی مرحلے پر انہیں رہنمائی درکار ہو تو ان کی مدد کی جائے ورنہ وہ منفی ردعمل کے طور پر ضروری ہدایات بھی نظر انداز کرنے لگتے ہیں۔

iii- **بے جا روک ٹوک سے گریز:** بچوں کی خودمختاری اور خواہشات کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کریں، تحفظ کی خاطر ان کی صحت کو نقصان پہنچانے والے معاملات سے منع کریں، کھیل اور دیگر سرگرمیوں میں شرکت پر پابندی نہ لگائیں کیونکہ ہر وقت روک ٹوک کرنے اور شرارتی یا گستاخ جیسے القابات سے نوازنے کی وجہ سے بچے اپنی صلاحیت و قابلیت کے سلسلے میں مشکوک ہو جاتے ہیں اور ان میں زندگی بھر قوت فیصلہ کی کمی رہتی ہے۔

iv- **غیر ضروری تنقید سے گریز:** غیر ضروری تنقید یا برا بھلا کہنے سے بچوں میں غصے اور نظر انداز کیے جانے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ان پر بے جا تنقید نہ کریں کیونکہ اس سے ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

v- **متوازن غذا کی فراہمی:** بچوں کو تمام غذائی اجزاء پر مشتمل تازہ اور متوازن غذا فراہم کریں۔ فاسٹ فوڈز (Fast Foods) بچوں خوراک میں شامل نہ کریں کیونکہ چپس، مشروبات اور کولا وغیرہ بچوں کے رویے میں تیزی پیدا کرتے ہیں۔

بچوں کی بہتر پرورش کے لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے لیے خوشگوار و دوستانہ ماحول، داد و تحسین اور تحفظ و محبت کی فضا پیدا کریں تاکہ ان کے جذبات اور ضروریات کی تسکین ہو اور وہ معاشرے اور خاندان کے لیے مفید ثابت ہوں۔

اہم نکات

-1 رویہ کسی بھی فرد کے طرزِ عمل، برتاؤ، سلوک اور مکمل کردار پر مشتمل ہوتا ہے۔

-2 بچوں کے ذاتی تجربات، ذہنی صلاحیت اور معلومات ان میں مخصوص رویے پروان چڑھاتے ہیں۔

-3 بچوں کی معاشرتی، اخلاقی اور جذباتی نشوونما جب صحیح طور پر نہیں ہوتی تو ایسے بچے مختلف رویوں کے مسائل کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ بچے غیر معاشرتی رویہ اپناتے ہیں اور دوسرے افراد کے لیے غیر ہمدردانہ جذبات رکھتے ہیں۔

-4 بچے اپنی ضروریات، مقاصد اور توجہ حاصل کرنے کے لیے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس کے لیے وہ لڑائی جھگڑا، توڑ پھوڑ، بدمزاجی اور مار پیٹ جیسے رویے اپناتے ہیں۔

-5 بچوں کے نارمل معاشرتی رویے میں سماجی قبولیت، ہمدردی، شراکت وتعاون، قابل اعتبار ہونا اور بھروسہ شامل ہیں۔

-6 بچوں کے غیر معاشرتی رویوں میں جھگڑالوپن، چھیڑ چھاڑ، منفی رویہ، طاقت کا مظاہرہ، جارحیت پسندی، خود پسندی اور متعصب ہونا شامل ہیں۔

-7 رویوں کے مسائل بنیادی اور ثانوی ہوتے ہیں۔

-8 بنیادی مسائل میں عصبی، کرداری اور رویوں کے مسائل کا احاطہ کیا جاتا ہے جبکہ ثانوی مسائل میں نفسیاتی رویے کو اہمیت دی جاتی ہے۔

-9 بچوں کے رویوں کے مسائل کی وجوہات تنہائی، بھوک، پریشانی، تھکاوٹ، بیزاری، جسمانی سزائیں، نظم وضبط کی کمی، توجہ کی کمی، والدین کے جھگڑے، خانگی مسائل اور بچوں سے وابستہ بے جا توقعات کا دباؤ ہے۔

-10 والدین بچوں میں رویوں کے مسائل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی معاشی الجھنیں، فکرمندی، پریشانی، تھکن، غیر صحت مندی، مصروفیات، تربیت سے ناواقفیت، غذاؤں کا غلط انتخاب اور بچوں سے اعلیٰ توقعات بچوں کے لیے ذہنی انتشار، ناکامی اور مایوسی کا باعث بنتی ہیں۔

-11 بہن بھائیوں میں حسد ورقابت کے جذبے اگر دانشمندی سے حل نہ کیے جائیں تو یہ بچوں میں ذہنی وجذباتی عدم استحکام پیدا کرتے ہیں اور رویوں کے مسائل کا باعث بنتے ہیں۔

-12 ہم عمروں اور دوستوں کے منفی رویے یعنی چھیڑ چھاڑ، تشدد، طنز اور جسمانی جارحیت بچوں میں احساس کمتری پیدا کرتی ہے بچوں میں ذات کا تصور بھی ہم عمروں کی تعریف وستائش یا تنقید کی بدولت پنپتا ہے۔

-13 بچوں میں مثبت رویوں کی تربیت کے لیے ان کے سامنے مثالی کردار بننا، تنقید کی بجائے تعریف کرنا، حقیقت پسندانہ توقعات کی وابستگی، مستقل مزاجی، تکرار سے گریز اور معذرت اہم ہیں۔

-14 بچوں میں منفی رویوں کی کے روک تھام کے لیے ان کے غلط رویہ پر ناراضگی کا اظہار کریں، ان سے عدم دلچسپی کا اظہار کر کے اصلاح کریں، ناشائستہ حرکات پر تنبیہ کریں اور صرف دھمکی کی بجائے کبھی کبھی سختی اور سزا سے بھی کام لیں۔

-15 والدین اپنے خانگی حالات اور ماحول کو خوشگوار بنا کر اور بچوں پر بھرپور توجہ و محبت دے کر ان کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

-16 بڑے بہن بھائی اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے رویوں کے مسائل حل کرنے میں والدین کے مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے معاشرتی رویے کو بہتر بنانے اور اچھے اوصاف پیدا کرنے میں ان سے دوستی کی فضا میں رہنمائی کرتے ہیں۔

-17 بچوں کے رویوں کے مسائل حل کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی و رہنمائی، بے جا روک ٹوک سے احتراز، غیر ضروری تنقید سے پرہیز اور متوازن غذا وہ عوامل ہیں جو جذباتی نشوونما میں مفید ثابت ہوتے ہیں اور ان کے رویوں کے مسائل کو بخوبی حل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔

سوالات

-1 ذیل میں دیے گئے بیانات میں ہر بیان کے نیچے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) جن بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش محبت و شفقت اور اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے۔ وہ بچے کن جذباتی تجربات کے درمیان پھلتے پھولتے ہیں؟

- مثبت
- منفی
- بے خوفی
- عدم تحفظ

(ii) والدین کی محبت و توجہ میں کمی یا پھر دودھ جلد چھڑانے کی بنا پر بچہ کس عادت میں مبتلا ہو جاتا ہے؟

- حسد
- انگوٹھا چوسنا
- جھوٹ بولنا
- بستر گیلا کرنا

(iii) جو بچے عدم تحفظ یا معاشرتی عدم مطابقت کا شکار ہوں وہ اپنے سے چھوٹی عمر کے بچوں میں بہتر صلاحیتیں دکھاتے ہیں لیکن پھر بھی کیسے دکھائی دیتے ہیں؟

- خوش
- احساس برتری میں مبتلا
- مضطرب
- حاسد

(iv) بچوں کی تربیت کے لیے اصول وضوابط مرتب کرنے میں کس بات کی ضرورت ہوتی ہے؟

- لچک
- نرمی
- تنقید
- مستقبل مزاجی

(v) بچوں کو تنبیہ کس لیے ہونی چاہیے؟

- نظرانداز کرنے کے لیے
- توجہ کے لیے
- بہتری اور اصلاح کے لیے
- ناراضگی سے بچانے کے لیے

-2 مختصر جوابات تحریر کریں۔

(i) رویہ کی تعریف کریں۔

(ii) رویوں کے مسائل سے کیا مراد ہے؟

(iii) بچے میں حسد کا جذبہ کیونکر پیدا ہوتا ہے؟

(iv) بچوں میں لڑائی جھگڑے کی عادت کیسے پیدا ہوتی ہے؟

(v) رویوں کے مسائل کی چار وجوہات لکھیں۔

(vi) رویوں کے مسائل میں بہن بھائی کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

(vii) بچوں کے سامنے مثالی کردار بننے سے کیا مراد ہے؟

(viii) ہم عمر بچے رویوں کے مسائل کی شناخت میں کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

-3 تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

(i) رویوں کے مسائل کی تعریف کریں۔ نارمل/ معاشرتی رویے اور غیر نارمل/ غیر معاشرتی رویے میں فرق بیان کریں۔

(ii) خوف، حسد اور جھوٹ کے مسائل پر نوٹ تحریر کریں۔

(iii) رویوں کے مسائل کی وجوہات پر بحث کریں۔

(iv) بچوں کے رویوں کے مسائل میں والدین کے کردار کو تفصیلاً بیان کریں۔

(v) بچوں کے رویوں کے مسائل میں دوستوں، ہم جماعت بچوں اور اساتذہ کے کردار کی اہمیت بیان کریں۔

(vi) بچوں میں مثبت رویہ پیدا کرنے کے طریقے لکھیں۔

(vii) بچوں میں منفی رویے کی روک تھام کیونکر ممکن ہے؟ تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(viii) بچوں کے رویوں کے مسائل حل کرنے کے مناسب طریقے تحریر کریں۔